ابراہیم علیہ السلام کی اولاد

آقائے نامدار ﷺ کو قرآنِ مجید میں ان سے قبل زمان ومکان میں مبعوث فرمائے گئے نبیوں اور رسولوں کی خبریں دی گئی ہیں۔

وَلَقَدْ جَآءَكَ مِن نَّبَإِي۟ ٱلْمُرْسَلِينَ

''اور پچھلے رسولوں کی خبریں آپ (ﷺ) کو پہنچ چکی ہیں'' (حوالہ الانعام۔۳۴)

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ ٱلرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِۦ فُؤَادَكَ

''اور (اے رسولِ کریم ﷺ) یہ سب جو ہم آپ سے بیان کر رہے ہیں رسولوں کی خبروں میں سے ہیں جن سے ہم آپ کے دل کو مضبوط (یعنی حالت اطمینان میں رکھنا) کرتے ہیں'' (حوالہ ھود۔۱۲۰)

وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ نُوحٍ إِذْ قَالَ لِقَوْمِهِۦ

''اور انہیں نوحؑ کی خبر سنائیں۔ جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا'' (حوالہ یونس۔۷۱)

وَنَبِّئْهُمْ عَن ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ ﴿۵۱﴾

''اور (آپ ﷺ) انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کی بات بتائیں'' (الحجر۔۵۱)

وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ إِبْرَٰهِيمَ ﴿۶۹﴾

''اور انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کی خبر سنائیں'' (الشعراء۔۶۹)

نَتْلُوا۟ عَلَيْكَ مِن نَّبَإِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِٱلْحَقِّ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿۳﴾ (القصص۔۳)

''ہم آپ (ﷺ) کو موسیٰ (علیہ السلام) اور فرعون کی کچھ خبر ان لوگوں کیلئے جو ایمان رکھتے ہیں بالحق (دوٹوک، واضح) سناتے ہیں''

اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے

وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَٰهُمْ عَلَيْكَ مِن قَبْلُ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ

''اور ہم نے ان رسولوں پر بھی وحی نازل کی جن کا ذکر ہم اس سے پہلے آپ (ﷺ) سے کر چکے ہیں اور ان رسولوں پر بھی جن کا ہم نے آپ سے ذکر نہیں کیا'' (حوالہ النساء۔۱۶۴)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّن قَبْلِكَ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

''اور ہم نے آپ (ﷺ) سے قبل رسولوں کو بھیجا جن میں سے بعض کا حال ہم نے آپ کو سنایا ہے اور ان میں سے بعض کا حال آپ کو نہیں سنایا'' (حوالہ غافر۔۷۸)

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سے فرمایا

وَٱذۡكُرۡ فِى ٱلۡكِتَـٰبِ إِبۡرَٲهِيمَ ۚ ''اور کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کریں'' (حوالہ مریم۔۴۱)

وَٱذۡكُرۡ فِى ٱلۡكِتَـٰبِ مُوسَىٰٓ ۚ ''اور کتاب میں موسیٰ (علیہ السلام) کا ذکر کریں'' (حوالہ مریم۔۵۱)

وَٱذۡكُرۡ فِى ٱلۡكِتَـٰبِ إِسۡمَـٰعِيلَ ۚ ''اور کتاب میں اسماعیل (علیہ السلام) کا ذکر کریں'' (حوالہ مریم۔۵۴)

وَٱذۡكُرۡ فِى ٱلۡكِتَـٰبِ إِدۡرِيسَ ۚ ''اور کتاب میں ادریس (علیہ السلام) کا ذکر کریں'' (حوالہ مریم۔۵۶)

وَٱذۡكُرۡ عَبۡدَنَا دَاوُ ۥدَ ذَا ٱلۡأَيۡدِ ۖ 'اور ہمارے بندے داوٗد (علیہ السلام) کا ذکر کریں جو بڑی قوت والے تھے' (حوالہ ص۔۱۷)

وَٱذۡكُرۡ عَبۡدَنَآ أَيُّوبَ ''اور ہمارے بندے ایوب (علیہ السلام) کا ذکر کریں' (حوالہ ص۔۴۱)

وَٱذۡكُرۡ عِبَـٰدَنَآ إِبۡرَٲهِيمَ وَإِسۡحَـٰقَ وَيَعۡقُوبَ أُوْلِى ٱلۡأَيۡدِى وَٱلۡأَبۡصَـٰرِ ﴿٤٥﴾

اور ہمارے بندوں، ''ہاتھوں اور آنکھوں والے'' ابراہیم، اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) کا ذکر کریں'' (ص۔۴۵)

وَٱذۡكُرۡ إِسۡمَـٰعِيلَ وَٱلۡيَسَعَ وَذَا ٱلۡكِفۡلِ ۖ وَكُلٌّ مِّنَ ٱلۡأَخۡيَارِ ﴿٤٨﴾

''اور اسماعیل، الیسع اور ذوالکفل (علیہم السلام) کا ذکر کریں، اور وہ سب بہترین لوگوں میں سے تھے'' (ص۔۴۸)

وَٱذۡكُرۡ أَخَا عَادٍ ''اور قوم عاد کے بھائی (ھودؑ) کا ذکر کریں'' (حوالہ الاحقاف۔۲۱)

ان آیات مبارکہ سے ہمیں اندازہ تو ہو ہی گیا ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کو قرآنِ مجید میں ان سے قبل زمان و مکان میں مبعوث فرمائے گئے نبیوں اور رسولوں کی خبریں دی گئی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ کتاب میں ان کے متعلق دی گئی خبروں کا لوگوں سے ذکر فرمائیں۔ ان آیات مبارکہ کے مطالعہ کے بعد یہ کہنے کی کیا حاجت رہ جاتی ہے کہ قرآنِ مجید میں نبیوں اور رسولوں کے متعلق دی گئی معلومات کے علاوہ ان کے بارے میں کوئی بھی شخص اگر کچھ مختلف کہتا ہے تو وہ محض ظن، گمان، خیال ہے۔ جس کیلئے اس کے پاس کوئی سند نہیں۔ اور اگر نبیوں اور رسولوں کے متعلق قرآنِ مجید میں بتائی گئی باتوں کے متضاد کوئی بھی شخص کچھ کہے تو وہ سچ نہیں۔ جناب غلام احمد پرویز صاحب نے اپنی کتاب ''جوئے نور'' میں باب ''حضرت شعیب علیہ السلام'' میں لکھا ہے ''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرہ جلیلہ میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ آپ کی بیوی (قطورا) کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی ان میں ایک بیٹے کا نام مدیؔن تھا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام حجاز میں متمکن ہوئے اور حضرت اسحاق علیہ السلام فلسطین میں، مدیؔن حجاز کے شمال میں شام سے متصل علاقہ میں سکونت پذیر ہو گیا اور اس کی نسل تاریخ کے صفحات پر قوم مدین کے نام سے متعارف ہوئی۔۔'' [جوئے نور پانچواں ایڈیشن، صفحہ ۲۷۹، طلوع اسلام ٹرسٹ]

آپ نے علامہ غلام احمد پرویز صاحب کا بیان پڑھا۔ ایک نظران کے انداز بیان پر بھی ڈال لیں۔ اس قدر پریقین اندازِ بیان اختیار کرنا تو صرف عینی شاہد کوزیب دیتا ہے۔ قرآنِ مجید ابراہیم علیہ السلام کے بہت عرصہ بعد نازل ہوا تھا۔ اللہ رب العزت کا اولاد عطا کئے جانے کے متعلق شکر ادا کرتے ہوئے ابراہیم علیہ السلام نے جو کہا تھا وہ سورۃ ابراہیمؑ کی آیت ۳۹ میں یوں بیان ہوا:

ٱلْحَمْدُ لِلَّهِ ٱلَّذِى وَهَبَ لِى عَلَى ٱلْكِبَرِ إِسْمَٰعِيلَ وَإِسْحَٰقَ ۚ إِنَّ رَبِّى لَسَمِيعُ ٱلدُّعَآءِ ﴿٣٩﴾

''تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے بڑھاپے میں مجھے اسماعیل اوراسحاق (علیہم السلام) عطا کئے۔ بیشک میرا رب دعا کو بہت سننے والا ہے''

اللہ تعالیٰ کی ابراہیم علیہ السلام کے متعلق شہادت یہ ہے

شَاكِرًا لِّأَنْعُمِهِ ۚ

''اللہ کی نعمتوں کا شکرادا کرنے والے تھے'' (حوالہ النحل ۱۲۱)

کیا اللہ تعالیٰ کے ایک شکر گزار بندے کے متعلق ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں تین بیٹے عطا فرمائے اور وہ اللہ کا شکر اور حمد صرف دو بیٹوں کیلئے کریں؟ ابراہیم علیہ السلام کے دو ہی بیٹے تھے اور ان کے نام لے کر انہوں نے شکرادا کیا تھا۔ ان لوگوں کی بات میں صداقت نہیں جو ان کے کسی تیسرے بیٹے کا ذکر کریں۔ قرآن مجید کے دوٹوک بیان کی موجودگی میں اختراع کی ہوئی باتوں کا انکار کرنے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کبھی نہ کریں۔ اس سے کسی کی بے ادبی نہیں ہوتی۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والد اور قوم سے ہجرت کرنے کے بعد دعا مانگی تھی

رَبِّ هَبْ لِى مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ﴿١٠٠﴾

''میرے رب! مجھے ایک صالح بیٹا عطا کر''

فَبَشَّرْنَٰهُ بِغُلَٰمٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾

''اس لئے ہم نے انہیں ایک بردبار بیٹے کی خوشخبری دی'' (الصافات ۱۰۰۔۱۰۱)

ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے بعد حرف ''ف'' سے واضح ہے کہ حَلِيمٍ بیٹے کی خوشخبری اس دعا کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔ حرف ''ف'' ترتیب بیان کرنے کیلئے استعمال ہوتا ہے یعنی یہ ہوا، پھر یہ ہوا، پھر یہ ہوا۔ یہ تعقیب کیلئے بھی ہوتا ہے یعنی ایک واقعہ کے بعد جتنی مدت میں دوسرا واقعہ ہوتا ہو اس مدت میں وہ ہو جائے تو اس کا اظہار حرف ''ف'' سے کرتے ہیں۔ دو واقعات، باتوں کے مابین حرف ''ف'' کا استعمال ہوتا ہے جب قبل والا واقعہ بعد والے واقعہ کا سبب بنے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسماعیل (علیہ السلام) عطا فرمایا

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ ٱلسَّعْىَ

''پھر جب وہ بیٹا اس کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا تو

قَالَ يَـٰبُنَىَّ إِنِّىٓ أَرَىٰ فِى ٱلْمَنَامِ أَنِّىٓ أَذْبَحُكَ فَٱنظُرْ مَاذَا تَرَىٰ ۚ

انہوں نے کہا ''میرے بیٹے! میں نیند کے دوران دیکھتا ہوں کہ تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ اب تو بتا اس کے متعلق تیری رائے کیا ہے؟''

قَالَ يَـٰٓأَبَتِ ٱفْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۖ

اس نے کہا ''ابا! آپ فعل کر گزریں جس کا آپ کو حکم دیا گیا ہے

سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّـٰبِرِينَ ٥

انشاء اللہ آپ مجھے صابر پائیں گے''

فَلَمَّآ أَسْلَمَا وَتَلَّهُۥ لِلْجَبِينِ ١٠٣

''پھر جب ان دونوں نے فرمانبرداری کی تو اس نے اسے ماتھے کے بل لٹا دیا'' (الصافات ۱۰۲۔۱۰۳)

دوستی کے متعلق ہم نے بہت کچھ پڑھا ہوگا۔ دوست ایک دوسرے کی آزمائش بھی کرتے ہیں کہ دوستی اخلاص کی مظہر ہوتی ہے۔ لیکن دوستی کی معراج کیا ہے؟ دوستی نبھانا کسے کہتے ہیں اور دوستی میں تڑپ کتنی ہوتی ہے؟ دل کو تھوڑا احساس کریں اور دیکھیں کہ اللہ رب العزت نے جنہیں اپنا دوست (خلیل) چنا تھا انہوں نے حکم کی تعمیل میں اسی سے دعاؤں سے مانگے ہوئے اکلوتے بیٹے کو اس کی رضامندی سے ماتھے کے بل زمین پر لٹا دیا۔ ایک لمحہ جاتا ہے کہ چھری نرخرے کو کاٹ دے اور بیٹا قربان ہو جائے

وَنَـٰدَيْنَـٰهُ أَن يَـٰٓإِبْرَٰهِيمُ ١٠٤ ''تو ہم نے انہیں آواز دی ''اے ابراہیم! (رک جا)

قَدْ صَدَّقْتَ ٱلرُّءْيَآ ۚ تو نے خواب سچ کر دکھایا

إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِى ٱلْمُحْسِنِينَ ٥ بیشک ہم اسی طرح محسنین کو بدلہ دیا کرتے ہیں'' (الصافات ۱۰۴۔۱۰۵)۔

یہ فرشتوں کی پکار نہیں تھی۔ نَـٰدَيْنَـٰهُ ''ہم نے اسے آواز دی (پکارا)''، جیسے ایک عرصے بعد نَـٰدَيْنَـٰهُ موسیٰ علیہ السلام کو پکارا تھا (حوالہ مریم ۔۵۲)۔ قرآنِ مجید میں نَـٰدَيْنَـٰهُ دوبار آیا ہے۔ اور تیسری بار بھی موسیٰ علیہ السلام کے حوالے سے سورۃ القصص کی آیت ۴۶ میں آیا وَمَا كُنتَ بِجَانِبِ ٱلطُّورِ إِذْ نَادَيْنَا ''اور آپ (ﷺ) طور کے کنارے بھی نہ تھے جب ہم نے آواز دی''

اللہ رب العزت نے اس لمحہ سے عین قبل کہ ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھوں اسماعیل علیہ السلام قربان ہو جائیں انہیں پکار کر بتا دیا کہ انہوں نے اپنے خواب کو سچ کر دکھایا ہے۔اور انہیں بتایا إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ ﴿١٠٦﴾ ''بیشک یہی تو کھلی، واضح آزمائش تھی (جس پر آپ پورے اترے)''۔ اور ہمیں بتایا وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ ﴿١٠٧﴾ ''اور ہم نے انہیں فدیہ میں بڑا ذبیحہ دیا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ ﴿١٠٨﴾ اور ہم نے اس (کی یاد) کیلئے بعد میں آنے والوں میں یہ بات چھوڑ دی''۔
سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ ﴿١٠٩﴾ ''ابراہیم پر سلام ہو''۔ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ ﴿١١٠﴾ ''ہم اسی طرح محسنین کو بدلہ دیا کرتے ہیں'' (الصافات۔١٠٦۔١١٠)۔

علامہ غلام احمد پرویز اور بعض دوسرے جدیدیت پسند مفسرین، مفکرین کی اس قسم کی خیال آرائیوں میں کوئی صداقت نہیں کہ ''ہر چند یہ حکم نہیں تھا محض خواب میں ایسا دیکھا تھا لیکن انہوں نے اسے کچھ ''ادھر کا اشارہ'' سمجھ لیا اور ایسی تحیر انگیز اور ہوش رُبا قربانی کیلئے تیار ہو گئے''۔ ''لغات القرآن'' مرتب کرنے والے ''مفکرین'' بھی تخیل سے باتیں کریں تو دوسروں سے کیا شکوہ کرنا۔اسماعیل علیہ السلام کا بچپن (باپ کے ساتھ دوڑنے کی عمر کو پہنچا) تھا لیکن انہوں نے ابراہیم علیہ السلام کی بات سن کر کہا تھا افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ''وہ فعل کریں جس کا حکم دیا جاتا ہے''۔اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی بتایا کہ یہ ایک کھلی اور واضح آزمائش تھی۔یہ حکم تھا جس کی تعمیل کیلئے باپ بیٹے نے سر تسلیم خم کیا تھا فَلَمَّا أَسْلَمَا ''پھر جب دونوں نے تسلیم کر لیا''۔

اس وقعہ کو بیان کرتے ہوئے كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ o دو مرتبہ ارشاد ہوا ہے۔حکم کی تعمیل کرنے پر آمادہ ہونے اور پھر بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا کر اس حکم کی تعمیل کرنے ہی لگے تھے کہ انہیں پکار کر اس کام سے روک دیا گیا تھا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ o ''ہم اسی طرح محسنین کو بدلہ دیا کرتے ہیں'' اور پھر فدیے میں ذبیحہ عطا کرنے اور ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کی اس بے مثال فرمانبرداری اور قربانی کی یاد کو بعد میں آنے والوں لوگوں میں برقرار رکھا اور اس بات کو بھی قرار دیا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ o ''ہم اسی طرح محسنین کو بدلہ دیا کرتے ہیں''۔ یہ ہے وہ قربانی جو ہم عید کے دن ابراہیم اور اسماعیل علیہم السلام کی یاد میں دہراتے ہیں۔حج کی قربانی سے یہ الگ ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کی دعا کے نتیجے میں اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش اور پھر قربانی والے واقعہ کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

وَبَشَّرْنَـٰهُ بِإِسْحَـٰقَ نَبِيًّا مِّنَ ٱلصَّـٰلِحِينَ ﴿١١٢﴾

''اور ہم نے انہیں اسحاق (علیہ السلام)، صالحین میں سے نبی، کی خوشخبری دی'' (الصافات-۱۱۲)۔

دعا کے نتیجے میں اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری کے متعلق بتائی گئی بات حرف ''ف'' سے شروع ہوئی تھی اور یہاں یہ بات ''واوَ عاطفہ'' یعنی ''اور'' سے شروع ہوئی ہے۔ فَبَشَّرْنَـٰهُ بِغُلَـٰمٍ حَلِيمٍ ﴿١٠١﴾ ''اس لئے ہم نے اسے ایک حلیم بیٹے کی بشارت دی'' (الصافات-۱۰۱)۔

اور اسحاق علیہ السلام اور پوتے یعقوب علیہ السلام کے متعلق بتایا

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً

''اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) عطا کئے (بن مانگے) بطور عطیہ (تحفہ)'' (حوالہ الانبیاء-۷۲)

نَافِلَةً کا مادہ ''ن ف ل'' ہے۔ مالِ غنیمت کو کہتے ہیں کہ وہ مقصودِ جہاد نہیں بلکہ مقصد سے زائد، فالتو کا خود بخود مل جانا ہوتا ہے۔ اس لئے جب ایسا ہوا تو سوال اٹھایا گیا يَسْـَٔلُونَكَ عَنِ ٱلْأَنفَالِ ''آپ (ﷺ) سے مالِ غنیمت کے متعلق پوچھتے ہیں'' (حوالہ الانفال-۱)۔ نَافِلَةً کے معنی عطیہ، تحفہ، غنیمت ہیں جو بن مانگے، طلب، مقصود کے مل جائے۔ اور جب کسی فعل کیلئے استعمال ہو تو اس کے معنی ہر وہ عمل ہے جو واجب سے زیادہ ہو۔ وَمِنَ ٱلَّيْلِ فَتَهَجَّدْ بِهِۦ نَافِلَةً لَّكَ ''اور (فجر سے قبل) رات میں آپ (ﷺ) اس کے ساتھ جاگیں، (اے رسول کریم ﷺ) یہ زیادہ (نفل) آپ کے لئے ہے'' (حوالہ الاسراء-۷۹)۔ اس طرح واضح ہے کہ اسماعیل علیہ السلام مانگنے کے نتیجے میں عطا ہوئے تھے اور ان کے بعد اسحاق علیہ السلام بن مانگے نَافِلَةً بطور تحفہ، عطیہ فرمائے گئے تھے۔ نَافِلَةً سے بھی ان دو بیٹوں کی پیدائش کی ترتیب واضح ہے۔ قرآنِ مجید میں باپ بیٹوں کا ذکر بھی اسی ترتیب سے آیا ہے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق (علیہم السلام)۔

اسحاق علیہ السلام کب پیدا ہوئے تھے؟ قرآنِ مجید میں ایک دلچسپ حقیقت یہ ہے کہ جس جس معاملے کے متعلق لوگوں نے اوٹ پٹانگ کہانیاں اختراع کی ہیں ان معاملات کے متعلق حقائق اس میں انتہائی واضح اور غیر مبہم انداز میں بیان کئے گئے ہیں۔

فَلَمَّا ٱعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ وَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ

''پھر جب انہوں نے علیحدگی اختیار کر لی ان سے اور جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے۔

اور ہم نے انہیں اسحٰق اور یعقوب (علیہم السلام) عطا کئے'' (حوالہ سورۃ مریم-۴۹)۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کی اطاعت میں ہجرت کی گئی تھی

وَنَجَّيْنَـٰهُ وَلُوطًا إِلَى ٱلْأَرْضِ ٱلَّتِى بَـٰرَكْنَا فِيهَا لِلْعَـٰلَمِينَ ﴿٧١﴾

''اور ہم انہیں اور لوط علیہ (علیہ السلام) کو اس زمین کی طرف بچا کر لے گئے جس میں ہم نے جہاں والوں کیلئے برکتیں رکھی تھیں

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ نَافِلَةً ۖ

''اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) عطا کئے (بن مانگے) بطور عطیہ، تحفہ'' ((الانبیاء۔۷۱، حوالہ الانبیاء۔۷۲)

فَـَٔامَنَ لَهُۥ لُوطٌ ۘ وَقَالَ إِنِّى مُهَاجِرٌ إِلَىٰ رَبِّىٓ ۖ

''ہاں! لوط (علیہ السلام) ان پر ایمان لائے۔ اور انہوں نے کہا ''میں اپنے رب کی طرف ہجرت کرتا ہوں'' (حوالہ العنکبوت۔۲۶)

وَوَهَبْنَا لَهُۥٓ إِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ ۚ

''اور ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب (علیہم السلام) عطا کئے'' (حوالہ الانعام ۸۴، العنکبوت ۲۷)

اسماعیل اور اسحاق علیہم السلام دونوں کی پیدائش کا زمانہ ابراہیم اور لوط علیہم السلام کی ہجرت کے بعد کا ہے۔ ان دونوں بھائیوں کی پیدائش کا اکٹھے ذکر ایک مقام پر سورۃ الصافات کی آیات ۱۰۰۔۱۱۲ میں ہوا ہے۔ ان میں اسماعیل علیہ السلام کی پیدائش پہلے اور دعا کا نتیجہ بتائی گئی ہے اور اس کے بعد اسحاق علیہ السلام کے عطا ہونے کا ذکر فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید کے باقی تمام مقامات پر اسحاق علیہ السلام کے عطا کئے جانے کا ذکر یعقوب علیہ السلام کے حوالے کے ساتھ ہوا ہے۔

اسحاق علیہ السلام ہجرت کے بعد کب پیدا ہوئے تھے؟ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے پاس یہ اطلاع دینے آئے تھے کہ لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہونے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ وہی فرشتے اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کی خوشخبری ساتھ لائے تھے:

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ إِبْرَٰهِيمَ بِٱلْبُشْرَىٰ قَالُوا۟ سَلَـٰمًا ۖ قَالَ سَلَـٰمٌ ۖ

''اور ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس ہمارے فرشتے خوشخبری لے کر آئے اور کہا ''سلام''۔ انہوں نے بھی کہا 'سلام'

فَمَا لَبِثَ أَن جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيذٍ ○ اور پھر (مہمانوں کیلئے) بھنا ہوا بچھڑا لانے میں دیر نہ کی''۔ (ھود۔۶۹)

فَلَمَّا رَءَآ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ ''پھر جب انہوں نے دیکھا کہ مہمانوں نے اس کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھائے

فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ ۖ اس لئے انہوں نے ان سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا 'آپ خوف نہ کریں

إِنَّآ أُرۡسِلۡنَآ إِلَىٰ قَوۡمِ لُوطٍ ہم قوم لوط (علیہ السلام) کی طرف بھیجے گئے ہیں'' (ھود۔۷۰)

وَنَبِّئۡهُمۡ عَن ضَيۡفِ إِبۡرَٰهِيمَ ﴿٥١﴾ 'اور (آپ ﷺ) انہیں ابراہیم (علیہ السلام) کے مہمانوں کی بات بتائیں' (الحجر۵۱)

إِذۡ دَخَلُواْ عَلَيۡهِ فَقَالُواْ سَلَٰمٗا قَالَ إِنَّا مِنكُمۡ وَجِلُونَ ﴿٥٢﴾

جب وہ ان کے پاس آئے تو انہوں نے سلام کہا۔ انہوں نے (اجنبی ہونے اور کھانا نہ کھانے کی بناء پر) کہا ''ہم تم سے ڈرتے ہیں''

قَالُواْ لَا تَوۡجَلۡ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٖ ﴿٥٣﴾ انہوں نے کہا ''گھبرائیں مت، ہم آپ کو ایک صاحب علم بیٹے

کی بشارت دیتے ہیں''۔ (الحجر۔۵۲۔۵۳)

قَالَ أَبَشَّرۡتُمُونِي عَلَىٰٓ أَن مَّسَّنِيَ ٱلۡكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُونَ ﴿٥٤﴾ انہوں نے کہا' کیا تم مجھے بشارت دیتے ہو کہ

بڑھاپا مجھ پر طاری ہو چکا اس لئے دہراؤ کس بات کی بشارت تم دیتے ہو؟''

قَالُواْ بَشَّرۡنَٰكَ بِٱلۡحَقِّ فَلَا تَكُن مِّنَ ٱلۡقَٰنِطِينَ ﴿٥٥﴾ وہ کہنے لگے ''ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دی

ہے، اس لئے آپ ناامیدوں میں مت ہوں''۔ قَالَ وَمَن يَقۡنَطُ مِن رَّحۡمَةِ رَبِّهِۦٓ إِلَّا ٱلضَّآلُّونَ ﴿٥٦﴾

''انہوں نے کہا'' (نہیں یہ بات نہیں) بھلا گمراہوں کے سوا اپنے رب کی رحمت سے کون ناامید ہوسکتا ہے؟'' (الحجر۔۵۴۔۵۶)

ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کیلئے دعا مانگنے پر جب ایک حَلِيمٖ بیٹے کی خوشخبری دی گئی تھی تو انہوں نے اظہار تجسس نہیں فرمایا تھا

لیکن اس مرتبہ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٖ کی خوشخبری دی گئی تو انہوں نے اظہار تجسس فرماتے ہوئے انہیں بات کو دہرانے کیلئے کہا کہ کس

بات کی خوشخبری دیتے ہیں۔ اس کے بعد قَالَ فَمَا خَطۡبُكُمۡ أَيُّهَا ٱلۡمُرۡسَلُونَ ﴿٥٧﴾ (اور) کہا ''اچھا! اے قاصدو!

تمہارا (آنے کا) مقصد کیا ہے؟'' قَالُوٓاْ إِنَّآ أُرۡسِلۡنَآ إِلَىٰ قَوۡمٖ مُّجۡرِمِينَ ﴿٥٨﴾ وہ بولے ''ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے

گئے ہیں'' (ایک جیسی الحجر۵۷، ۵۸، الذریات ۳۰، ۳۱)

ان مہمانوں کے متعلق بتایا هَلۡ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ضَيۡفِ إِبۡرَٰهِيمَ ٱلۡمُكۡرَمِينَ ﴿٢٤﴾ ''کیا آپ

(ﷺ) کو ابراہیم (علیہ السلام) کے معزز مہمانوں کی بات پہنچ چکی ہے

إِذۡ دَخَلُواْ عَلَيۡهِ فَقَالُواْ سَلَٰمٗاۖ قَالَ سَلَٰمٞ قَوۡمٞ مُّنكَرُونَ ﴿٢٥﴾ ''جب وہ ان کے پاس آئے تو کہا ''سلام''

انہوں نے بھی کہا'' سلام''۔ وہ مہمان انجانے لوگ تھے۔ فَرَاغَ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿٢٦﴾ پھر وہ گھر والوں کے پاس گئے اور ان کیلئے بھنا ہوا بچھڑا لائے فَقَرَّبَهُۥٓ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿٢٧﴾ اور اسے ان کو پیش کیا۔ اور (جب دیکھا کہ انہوں نے ہاتھ نہیں بڑھائے تو) کہا'' کیا آپ کھائیں گے نہیں؟''

فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ ۖ اس لئے انہوں نے ان سے خوف محسوس کیا۔ انہوں نے کہا'' آپ خوف نہ کریں''۔ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَٰمٍ عَلِيمٍ ۝ اور انہیں ایک علم والے بیٹے کی خوشخبری دی''۔ (الذاریات۔۲۴۔۲۸)

لوط علیہ السلام کی مجرم قوم کی جانب بھیجے جانے والے ان فرشتوں نے پہلے ابراہیم علیہ السلام کو بِغُلَٰمٍ عَلِيمٍ ایک علم والا بیٹا عطا کئے جانے کی خوشخبری دی اور ان کے پوچھنے پر قوم مجرمین پر عذاب نازل ہونے کے متعلق معلومات انہیں فراہم کی تھیں۔ یہ خوشخبری اسحاق علیہ السلام کی تھی۔ وَٱمْرَأَتُهُۥ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ '' اور ان کی زوجہ (محترمہ) کھڑی تھیں۔ وہ ہنس پڑیں فَبَشَّرْنَٰهَا بِإِسْحَٰقَ وَمِن وَرَآءِ إِسْحَٰقَ يَعْقُوبَ ۝ اس لئے ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کی بیوی کو اسحاق (علیہ السلام) کی خوشخبری دی اور اسحاق کے بعد (پوتے) یعقوب (علیہ السلام) کی''۔ (سورۃ ھود۔۷۱)

قَالَتْ يَٰوَيْلَتَىٰٓ ءَأَلِدُ وَأَنَا۠ عَجُوزٌ وَهَٰذَا بَعْلِى شَيْخًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيبٌ ﴿٧٢﴾

''وہ کہنے لگیں'' ہائے افسوس! کیا میں جنوں گی جب کہ میں بڑھیا ہوں اور یہ میرا خاوند بوڑھا ہے! بے شک یہ ایک عجیب بات ہے (ہو گی)''۔ (ھود۔۷۲) فَأَقْبَلَتِ ٱمْرَأَتُهُۥ فِى صَرَّةٍ فَصَكَّتْ وَجْهَهَا وَقَالَتْ عَجُوزٌ عَقِيمٌ ﴿٢٩﴾

''اس پر ان کی بیوی سمٹی سمٹائی (استعجاب کے عالم میں) ان کے سامنے آ گئیں اور منہ پر ہاتھ رکھا اور کہا '' ایک بانجھ بڑھیا؟''

قَالُوا۟ كَذَٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلْحَكِيمُ ٱلْعَلِيمُ ﴿٣٠﴾ ''انہوں نے کہا'' (محترمہ) آپ کے رب نے اسی طرح کہا ہے۔ بیشک وہی حکمت والا، علم والا ہے'' (الذاریات۔۲۹۔۳۰)

علامہ غلام احمد پرویز صاحب ایک جانب ابراہیم علیہ السلام کی '' تیسری بیوی'' کا ذکر کرتے ہوئے قاری کو اس کا نام '' قطورا'' بتاتے ہیں اور اپنی اسی کتاب '' جوئے نور'' کے صفحہ ۱۲۸ پر فرماتے ہیں ''اس مقام پر اتنا واضح کر دینا ضروری ہے کہ قرآن کریم میں اس کی تصریح نہیں کی گئی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں اور ایک کے بطن سے اسحاقؑ پیدا ہوئے تھے اور دوسری بیوی کے بطن سے حضرت اسماعیلؑ۔ یہ تفاصیل تورات میں ہیں''۔

کیا عقل وفہم اور دلیل کی رو سے کوئی اس بات سے اختلاف کر سکتا ہے کہ انسانی ہاتھوں کی لکھی ہوئی کسی بھی کتاب کے سرورق پر 'توریت' لکھ دینے سے اسے نازل کردہ توریت نہیں مانا جا سکتا؟ اصول کی بات ہے کہ اگر آپ کسی ایک کی روایت کو اس بناء پر تسلیم نہیں کرتے کہ کتاب اور آثار علم سے اس کی تائید کیلئے کوئی برھان، ثبوت نہیں تو پھر یہ اصول آپ کو دوسروں کی روایت پر بھی لاگو کرنا چاہئے وگرنہ یہ تلاش علم کی راہ نہیں بلکہ تعصب اور گمان کی راہ اختیار کرنے کے مترادف ہے۔ پرویز صاحب بھی اسماعیل علیہ السلام کی اسحاق علیہ السلام سے قبل دنیا میں تشریف آوری کو تسلیم کرتے ہیں۔ اگر ابراہیم علیہ السلام کی ایک ہی زوجہ مبارک ہوتیں اور دونوں بیٹے ان کے بطن سے پیدا ہوئے ہوتے تو آپ بتائیں کہ کیا وہ دوسرے بیٹے کی خوشخبری ملنے پر اپنے آپ کو عَجُوزٌ عَقِيمٌ ''ایک بانجھ بڑھیا'' کہتیں؟ پرویز صاحب نے عَجُوزٌ عَقِيمٌ کے معنی اپنی تصنیف ''لغات القرآن'' میں ''بانجھ بڑھیا'' ہی لکھے ہیں۔ جس خاتون نے ایک بیٹے کو جنم دیا ہو وہ اپنے آپ کو بانجھ قرار نہیں دے سکتی۔ قرآنِ مجید نے ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ اور اسحاق علیہ السلام کی والدہ محترمہ کا قول نقل کر کے انتہائی واضح انداز میں بتایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی دو بیویاں تھیں اور دو ہی بیٹے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام کی دونوں ازواج کو ہمارا اسلام ہو۔

قرآنِ مجید نے انتہائی واضح انداز میں بتایا ہے کہ اسحاق علیہ السلام کی پیدائش لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب نازل ہونے کے بعد ہوئی تھی۔ ان کی پیدائش کے زمانے کا تعین ہونے سے ایک اور بات کا تعین بھی ہوتا ہے کہ کعبہ معظّمہ کی تعمیر بھی لوط علیہ السلام کی قوم پر عذاب آنے کے بعد ہوئی تھی جو ابراہیم علیہ السلام کی اس دعا سے انتہائی واضح ہے

رَّبَّنَآ إِنِّيٓ أَسۡكَنتُ مِن ذُرِّيَّتِي بِوَادٍ غَيۡرِ ذِي زَرۡعٍ عِندَ بَيۡتِكَ ٱلۡمُحَرَّمِ

''اے ہمارے رب! میں نے اپنی اولاد میں سے اس بنجر وادی میں تیرے حرمت والے گھر کے قریب بسایا ہے'' (حوالہ ابراہیم۔۳۷)